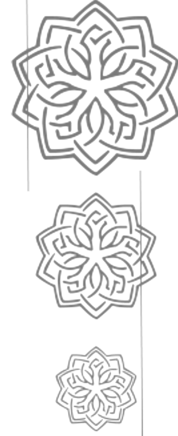
زکوٰۃ کی اہمیت

مولانا عبدالعلیم اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۃ الاقصی



زکوٰۃ کی اہمیت

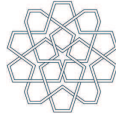


مولانا عبدالعلیم اصلاحیؒ

فہرستِ مضامین



زکوٰۃ کی اہمیت



زکوٰۃ دراصل اس بات کی علامت ہے کہ آدمی کے دل میں خدا کے علاوہ کسی چیز کی محبت نہیں اور وہ اپنے دل کو مال و دولت جیسی پر کشش چیزوں سے بھی پاک کر چکا ہے۔

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا (التوبۃ: ۱۰۳)

ترجمہ: ان کے مالوں سے صدقہ لو، جس کے ذریعہ انھیں پاک کروگے اور ان کا تزکیہ کروگے۔

زکوٰۃ بندے کی جانب سے اللہ کے ساتھ کئے ہوئے معاملہ کی تصدیق ہے۔ اللہ نے بندوں سے یہ ایک اہم معاملہ کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَاَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَنَّةَ (التوبۃ: ۱۱۱)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ نے مومنین سے اس عوض میں کہ ان کے لیے جنت ہے ان کی جان اور مال خرید لیا ہے۔

اس عہد اور معاملہ کو بھول جانا اور مال و دولت کی محبت میں گرفتار ہو جانا تمام برائیوں کی جڑ اور تمام ہلاکتوں کا پیش خیمہ ہے۔

حب الدُّنۡيَا رَاسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ. (مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

ترجمہ: دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

فِتۡنَةُ أُمَّتِي المَالُ. (الترمذی)

ترجمہ: میری امت کا فتنہ مال ہے۔

لیکن زکوٰۃ ادا کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ مسلمان مال کے فتنہ سے محفوظ ہے اور اب وہ مال باعث فتنہ ہونے کے بجائے ذریعۂ خیر و برکت ہوگا۔

زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ فرض ہے اور ایک اہم فرض ہے، فرائض میں نماز کے بعد دوسرا نمبر زکوٰۃ کا ہے اور پچھلی امتوں پر بھی زکوٰۃ فرض تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی اس طرح پہچان کرائی ہے:

وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (مریم:۳۱)

ترجمہ: اور خدا نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی ہے جب تک میں زندہ رہوں

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ (مریم:۵۵)

ترجمہ: اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔

حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب، حضرت لوط، حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے ذکر کے بعد اللہ نے فرمایا:

وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ (الانبیاء:۷۳)

ترجمہ: اور ہم نے انھیں وحی کے ذریعہ ہدایت کی کہ نیک کام کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور وہ سب ہماری ہی بندگی کرنے والے تھے۔

زکوٰۃ قرآن میں

قرآن میں نماز کے ساتھ اکتیس[۳۱] مقامات پر لفظ "زکوٰۃ" کا ذکر ہے، اس کے علاوہ انفاق اور صدقہ وغیرہ الفاظ کے ساتھ ان گنت جگہوں پر زکوٰۃ کا حکم اور یاددہانی موجود ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (البقرۃ:۱۱۰)

ترجمہ: نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور جو خیر بھی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے پاس پاؤ گے، بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (البقرۃ:۲۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ کوئی بیع ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور سفارش کام آئے گی، اور انکار کرنے والے ہی ظالم ہیں۔

زکوٰۃ حدیث میں

- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ (طبرانی)
- حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زکوٰۃ اسلام کا پل ہے (طبرانی)
- حضرت بزاز نے حضرت علقمہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو۔

اسوۂ صحابہ میں

حضور ﷺ کے وصال کے بعد جب کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا اور آپ نے فرمایا کہ جو کوئی نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرے اگر وہ بکری کا ایک بچہ بھی زکوٰۃ میں سے روکے گا تو میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔

حضرت عمرؓ نے کہا: آپ ان سے جہاد کیسے کر سکتے ہیں جب کہ یہ کلمہ توحید کے قائل ہیں؟

آپؓ نے ارشاد فرمایا: یقیناً رسول اللہ ﷺ نے کلمہ توحید کا اقرار کرنے والوں سے لڑنے کو منع فرمایا ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ جب تک کہ یہ کلمہ توحید کا حق ادا کرتے رہیں۔ زکوٰۃ براہِ راست کلمہ توحید کا حق ہے، جو اس کا انکار کرے گا میں اس سے جہاد کروں گا اور تمام صحابہؓ یہ سن کر مطمئن ہو گئے۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ زکوٰۃ سے غفلت اور لاپرواہی کیا معنی رکھتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ معاملہ بڑا نازک اور سنگین ہے، جس کے خلاف تمام صحابہؓ نے تلوار اٹھالی۔ خدا اور رسولؐ کے نزدیک اس کے راندۂ درگاہ ہونے میں کیا شک ہے۔

زکوٰۃ اِسلامی قانون میں

زکوٰۃ فرض ہے، اس کا منکر کافر ہے اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کئے جانے کا مستحق ہے اور ادا کرنے میں تاخیر کرنے والا گنہ گار اور مردود الشہادۃ ہے۔ (عالمگیری)

زکوٰۃ ٹیکس نہیں ہے

زکوٰۃ کا عمل عبد اور معبود، غلام اور آقا کے مابین ایک تعلق ہے گویا بندہ خدا کی رضا جوئی کے واسطے اپنی

پاک کمائی کا ایک حصہ خدا کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے، زکوٰۃ دے کر وہ یہ نہیں محسوس کرتا کہ میں نے کسی پر احسان کیا ہے بلکہ اس کا دل اس تصور سے باغ باغ اور چہرہ پر مسرت اور خوشی کی لہر دوڑتی ہے کہ غلام نے آقا کی طلب پر اپنی ایک حقیر شئی پیش کی ہے، ''زہے قسمت گر قبول افتد'' خوش قسمتی ہے اگر قبول کر لی جائے۔ اس کے اندر شکر کا جذبہ ابھرتا ہے، اس کے قلب میں تواضع، انکسار اور گداز پیدا ہوتا ہے کہ اسی مولائے نعمت کی توفیق بخشی سے مجھے یہ شرف نصیب ہوا ہے اور اس کی عنایتوں اور نوازشوں کی بدولت میں اس قابل ہو سکا ہوں۔

اس کے برخلاف ٹیکس مجبوری اور بے دلی کی کیفیت کے ساتھ دیا جاتا ہے ٹیکس گراں گزرتا ہے اور زکوٰۃ شرف محسوس ہوتی ہے، ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اور زکوٰۃ پیش کی جاتی ہے ٹیکس جرمانہ اور تاوان خیال کیا جاتا ہے اور زکوٰۃ محبوب کے لئے بطور نذرانہ عقیدت ہوتی ہے۔

زکوٰۃ حق کی ادائیگی ہے

انسان کو ملی ہوئی ساری جائیداد اور دولت خداوند تعالیٰ کی دین ہے، اس لئے اسی کے حکم کے مطابق ہی اس میں تصرف کو درست کہا جا سکتا ہے، جس طرح کسی وارث کے لئے اللہ کا مقرر کیا ہوا حق صاحب حق کو حوالہ کرنا ضروری ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی اللہ کی جانب سے مساکین کا مقرر کردہ حق ہے، جس کا ادا کرنا ایک انتہائی ضروری امر ہے۔ ورنہ قیامت کے دن فقراء اور مساکین دامن تھام لیں گے۔

''طبرانی'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مالداروں کے لئے محتاجوں کے ہاتھوں سے خرابی ہوگی۔ محتاج عرض کریں گے، خداوندا ہمارے حقوق جو تُو نے ان پر فرض کئے تھے انھوں نے ظلماً ادا نہیں کئے۔ اللہ عزوجل فرمائے گا میری عزت اور جلال کی قسم میں تمھیں اپنا قرب عطا کروں گا اور انھیں دور رکھوں گا۔

قرآن مجید میں متقیوں کی تعریف میں کہا گیا ہے:

وَفِيٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ حَقّٞ لِّلسَّآئِلِ وَٱلۡمَحۡرُومِ (الذاریات:۱۹)

ترجمہ: ان کے مالوں میں ہاتھ پھیلانے والے محتاج اور محروم کا حق ہوتا ہے۔

زکوٰۃ شکریہ ہے

ہر نعمت پر شکر واجب ہے اور ہر نعمت کے شکر کا الگ الگ طریقہ ہے۔ نماز، روزہ اگر بدنی شکرانہ ہیں تو زکوٰۃ مالی شکرانہ اور عبادت ہے۔ یہ حقیقت اس آیت کریمہ سے بخوبی سمجھی جا سکتی ہے:

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنۡشَاَ جَنّٰتٍ مَّعۡرُوۡشٰتٍ وَّغَيۡرَ مَعۡرُوۡشٰتٍ وَّالنَّخۡلَ وَالزَّرۡعَ مُخۡتَلِفًا

أُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (الانعام:۱۴۱)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ٹٹیوں پر چڑھائے جانے والے اور نہ چڑھائے جانیوالے باغات پیدا کئے اور کھجور کے درخت پیدا کئے، جن کے پھل مختلف طرح کے ہوتے ہیں اور زیتون اور انار پیدا کیے جو ایک دوسرے سے مشابہ ہوتے اور مشابہ نہیں بھی ہوتے، ان سب کی پیداوار کھاؤ اور اس کے کٹنے کے وقت اس کا حق ادا کرو اور اسراف نہ کرو بلاشبہ وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

زکوٰۃ نہ دینا ناشکری اور حق ماری ہے

جب زکوٰۃ بندوں کا حق بھی ہے اور اللہ کا حق بھی، تو اس سے غفلت اگر ایک طرف بندوں کی حق ماری ہے تو دوسری طرف خدا کی ناشکری بھی۔ گویا زکوٰۃ نہ دینا دوہرا گناہ ہے۔ اب غور کرو اس شخص کی بدبختی کا کیا حال ہوگا جو قیامت کے دن خدا اور بندوں دونوں کا حق مار کر خدا کے حضور حاضر ہوگا حقیقت یہ ہے کہ اس کی حسرت اور بے بسی کا اندازہ لگانا اس دنیا میں تو تقریباً ناممکن ہے۔

حسرت کا ایک موقع

یہ حدیث قدسی کا ایک ٹکڑا ہے جس میں روز قیامت کا ایک منظر پیش کیا گیا ہے:

يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي قَالَ يَارَبِ كَيْفَ أطعمك وَانْتَ رَبُّ العٰلَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ انَّهُ اِسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فَلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهِ أَمَا عَلِمْتَ انَّكَ لَوَاطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِی۔ (المسلم)

ترجمہ: اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھے نہیں کھلایا، بندہ عرض کرے گا بھلا میں آپ کو کیسے کھلاتا، آپ تو رب العالمین ہیں، خدا فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے انکار کر دیا اگر تو اسے کھلاتا تو وہ چیز تو میرے پاس پاتا۔

زکوٰۃ میں خسارہ نہیں ہے

زکوٰۃ دینے سے مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے اور صرف اضافہ ہی نہیں بلکہ زکوٰۃ دینا گویا مال کو بہت ہی محفوظ بنک میں جمع کرنا ہے جس کے فیل اور دیوالیہ ہونے کا کوئی امکان نہیں اور اس بنک سے واپسی بے انداز انعامات کے ساتھ اور وہ بھی ایسے مشکل وقت میں ہوگی جبکہ انسان نہایت محتاج ہوگا۔ اور اس کے سارے لوگ باگ کوئی مدد نہ کر سکیں گے اور اس کی تمام جائیداد اور دولت اس کے ہاتھ سے نکل چکی ہوگی۔

وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَهُوَ یُخۡلِفُهٗ وَهُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ (سورۂ سبا:۳۹)

ترجمہ: اور جو چیز بھی تم خرچ کرو گے اللہ اس کا عوض دے گا اور وہ بہترین روزی رساں ہے۔

وَمَآ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا لِّیَرۡبُوَا۟ فِیۡۤ اَمۡوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرۡبُوۡا عِنۡدَ اللّٰهِ وَمَآ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ زَکٰوةٍ تُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُضۡعِفُوۡنَ (الروم:۳۹)

ترجمہ: اور جو چیز تم اس لئے دو گے کہ وہ لوگوں کے مال میں پہنچ کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتی اور جو زکوٰۃ اللہ کی رضا کے لئے دو گے تو ایسے ہی لوگ اللہ کے پاس بڑھانے والے ہیں۔

یَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرۡبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیۡمٍ (البقرۃ:۲۷۶)

ترجمہ: اللہ سود کا مٹھ مار دیتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے بدعمل کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''صدقہ مال کو کم نہیں کرتا، اور کسی خطاوار کو معاف کرنا معاف کرنے والے کی عزت کو بڑھاتا ہے اور جو شخص رضائے الٰہی کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رفعت عطا فرماتا ہے''۔ (مسلم)

زکوٰۃ سے مال میں اضافہ ہونا اپنی جگہ ایک حقیقت ہے لیکن اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایک سچّے اور پکّے مومن کا دل اور دنیا پرستی کی آلائشوں سے پاک وصاف ذہن چاہیے۔ بیمار دل، بیمار نگاہ اور بیمار ذہن ودماغ میں زکوٰۃ کی حقیقت نہیں سما سکتی۔ اس طرح زکوٰۃ مومن اور منافق کے درمیان فیصلہ کرنے والی کسوٹی بن جاتی ہے، دیکھئے ہر سال کتنے لوگ اس کسوٹی پر کھرے ثابت ہوتے ہیں اور کتنے لوگ کھوٹے۔

زکوٰۃ قرض ہے

پروردگارِ عالم کی شان رزاقی اور شان کریمانہ دیکھو، ہر چیز کا مالک وہ ہے ساری چیزیں دینے والا وہ ہے، لیکن اعلان فرماتا ہے کہ جو چیز میرے نام پر خرچ کرو گے وہ گویا مجھے قرض دو گے جس طرح قرض کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے اسی طرح لازمی طور سے تمھیں واپسی ہوگی۔

اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡهُ لَکُمۡ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ وَاللّٰهُ شَکُوۡرٌ حَلِیۡمٌ
(التغابن:۱۷)

ترجمہ: تم اگر اللہ کو قرض حسن دو گے تو وہ اسے تمہارے لئے چند گنا بڑھا دے گا اور تمھیں معافی دے گا اور اللہ شکر قبول کرنے والا اور حلیم ہے۔

قرض حسن سے مراد ایسا قرض ہے جو خالص نیکی کے جذبہ سے بے غرضانہ کسی کو دیا جائے، اس طرح جو مال راہ خدا میں خرچ کیا جائے اسے اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے اور وعدہ فرماتا ہے کہ میں نہ صرف اصل

ادا کروں گا بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ دوں گا البتہ شرط یہ ہے کہ وہ قرض حسن ہو یعنی محض اللہ کی رضا کیلئے خرچ کیا جائے، اس کے ساتھ کوئی دوسری غرض شامل نہ ہو۔

مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗۤ اَجۡرٌ کَرِیۡمٌ (الحدید:۱۱)

ترجمہ: کون ایسا ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پس وہ اس کے لئے دوگنا کردے اور اس کے لئے عمدہ اجر ہے۔

قرضِ حسن میں تین لطیف اشارے ہیں: **اول** یہ کہ صدقہ میں طیب اور طاہر مال دیا جائے۔ **دوم**، صدقہ دیتے وقت طبیعت میں کدورت اور ناپسندیدگی کے بجائے مکمل طیب خاطر اور خلوص نیت پایا جائے۔ **سوم**، احسان نہ جتایا جائے اور نہ صدقہ کے زیر اثر اذیت آمیز رویہ اختیار کیا جائے۔

زکوٰۃ حصولِ جنت اور مغفرت کا ذریعہ ہے

خدا کی راہ میں خرچ مغفرت اور حصول جنت کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ قرآن میں اس کو صاف صاف الفاظ میں بار بار بیان کیا گیا:

وَلَا یَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡکُمۡ وَالسَّعَۃِ اَنۡ یُّؤۡتُوۡۤا اُولِی الۡقُرۡبٰی وَالۡمَسٰکِیۡنَ وَالۡمُہٰجِرِیۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَلۡیَعۡفُوۡا وَلۡیَصۡفَحُوۡا اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَکُمۡ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (النور:۲۲)

ترجمہ: اور تم میں فضل اور وسعت والے لوگ قرابت داروں مساکین اور فی سبیل اللہ ہجرت کرنے والوں کو دینے میں کوتاہی نہ کریں اور چاہیے کہ وہ معاف اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے، اللہ مغفرت کرنے والا اور رحیم ہے۔

وَسَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَجَنَّۃٍ عَرۡضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ. (آل عمران:۱۳۳،۱۳۴)

ترجمہ: اور دوڑو اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ وہ ان پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے، جو تنگی اور فراغت دونوں حالتوں میں خرچ کرتے ہیں۔

اَلَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا لَہُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ وَمَغۡفِرَۃٌ وَّرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ (الانفال:۳،۴)

ترجمہ: جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں حقیقت

میں یہی سچے مومن ہیں، ان کے مرتبے ان کے رب کے نزدیک اونچے ہیں، ان کو مغفرت نصیب ہوگی اور عزت کی روزی پائیں گے۔

جو لوگ مغفرت کے طالب اور جنت کے آرزومند ہوں۔ انھیں شیطان کے جھانسے میں نہ آنا چاہیے، فی سبیل اللہ خرچ کے موقعہ پر شیطان اور شیطان نما انسان دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں اور خیر خواہ بن کر اونچ نیچ سمجھاتے ہیں کہ تم بے وقوف ہو جو اتنا خرچ کروگے۔ خود اپنے ہاتھوں اپنی جھولی خالی کرنا کہاں کی عقل مندی ہے، لیکن شیطان کی اس عیاری کا پردہ چاک کر دیا گیا اور کہا گیا کہ اللہ کے حکم کے مقابلہ میں شیطان کے کہے پر نہ چلو اگر تمھیں اللہ کی مغفرت اور فضل مطلوب ہے۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرۃ:۲۶۸)

ترجمہ: شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرزِ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے مگر اللہ تمھیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے۔

مخلص بندوں کا حال

مغفرت اور جنت کے طلبگاروں کا حال سنو، اللہ تعالیٰ سورۃ الدھر میں فرماتا ہے:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا○اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (الدھر:۸،۹)

ترجمہ: اور یہ لوگ محتاجوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں دراں حالیکہ وہ خود اُنہیں محبوب ہوتا ہے اور کہتے ہیں، ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں تم سے کسی بدلے اور شکر گزاری کے خواہش مند نہیں ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ (المومنون:۶۰)

ترجمہ: اور یہ اللہ کی راہ میں جو کچھ دیتے ہیں اس حال میں دیتے ہیں کہ ان کے دل ڈرے ہوتے ہیں اس خیال سے کہ انھیں اپنے رب کے پاس جانا ہے۔

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ (البقرۃ:۱۷۷)

ترجمہ: اور وہ اپنا مال باوجود محبوب ہونے کے قرابت داروں کو، یتیموں کو، ناداروں کو، مسافروں کو اور سائلوں کو دیتا ہے اور گردنیں چھڑانے میں صرف کرتا ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (النور:۳۷)

ترجمہ: جن کو اللہ کے ذکر سے اور اداء نماز اور اداء زکوٰۃ سے نہ خرید وفروخت غافل کرتی ہے اور نہ تجارت وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

اللہ زکوٰۃ دینے والوں کے ساتھ ہے

جن کا طرزِ فکر وخیال اتنا صالح اور پاکیزہ اور روش وعمل اتنے نیک ہوں بھلا وہ اللہ کی نصرت اور معیت سے کیوں محروم رہیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو صاف صاف بتادیا تھا کہ انھیں اللہ کی مدد اس وقت تک حاصل رہے گی جب تک وہ اور چیزوں کے ساتھ ساتھ نماز اور زکوۃ کی پابندی کرتے رہیں گے۔

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (المائدۃ:۱۲)

ترجمہ: اور اللہ نے فرمایا اے بنی اسرائیل! میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ، اور جو رسول آئیں ان کی مدد کرو اور اللہ کو اچھا قرض دو، تو میں تمہاری برائیاں تم سے دور کردوں گا۔

دیکھو جن شرطوں پر اللہ کی نصرت موقوف ہے، ان میں سے ایک زکوٰۃ بھی ہے، آج جس طرح اور صفات سے ہم کورے ہوچکے ہیں اسی طرح صفت زکوٰۃ سے بھی ہم تہی دامن ہورہے ہیں، کیا تعجب ہے جو آج کی ساری مصیبتوں کا سبب ہمارا یہی طرز عمل ہو!

نیکی کی کنجی

یہ اچھی طرح یقین کرلینا چاہیے کہ جس طرح تمام برائیوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے اسی طرح تمام نیکیوں کی کنجی دل سے مال ودولت کی محبت نکالنا اور زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ. (ال عمران:۹۲)

ترجمہ: تم نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو، اور جو کچھ تم خرچ کروگے اللہ اس سے باخبر ہوگا۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے ایک مفسر لکھتے ہیں:

''بالعموم یہودیوں کے بڑے بڑے دیندار لوگ تنگ دلی، حرص، بخل، حق پوشی اور حق فروشی کے عیوب چھپائے ہوئے تھے اور رائے عام انھیں نیک سمجھتی تھی۔ اسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے انھیں بتایا جا رہا ہے کہ نیک انسان ہونے کا مقام ان چیزوں سے بالا تر ہے جن کو تم نے مدار خیر وصلاح سمجھ رکھا ہے۔ نیکی کی اصل روح خدا کی محبت ہے، ایسی محبت کہ رضائے الٰہی کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی چیز عزیز تر نہ ہو، جس چیز کی محبت بھی آدمی کے دل پر اتنی غالب آجائے کہ وہ اسے خدا کی محبت پر قربان نہ کر سکتا ہو بس وہی بت ہے اور جب تک اس بت کو آدمی توڑ نہ دے نیکی کے دروازے اس پر بند ہیں، اسی روح سے خالی ہونے کے بعد ظاہری تشرع کی حیثیت محض اس چمکدار روغن کی سی ہے جو گھن کھائی ہوئی لکڑی پر پھیر دیا گیا ہو، انسان ایسے روغنوں سے دھوکہ کھا سکتا ہے مگر خدا نہیں کھا سکتا۔''

اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال کا پھلنا پھولنا

پھر دیکھو جس قیمت سے نیکیوں کی کنجی ''زکوٰۃ'' حاصل کی جاتی ہے، وہ قیمت بھی ہمیں واپس کر دی جاتی ہے، اور کس انداز سے واپس کی جاتی ہے اس کا اندازہ قرآن کی اس مثال سے کرو:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ.
(البقرۃ:۲۶۱)

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔ اسی طرح اللہ جس کے لئے چاہتا ہے چند گنا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فراخ دست اور دانا ہے۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ. (البقرۃ:۲۶۵)

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی رضاجوئی کے لئے اور دل کے پورے ثبات وقرار کے ساتھ خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی اونچی جگہ پر ایک باغ ہو، اگر زور کی بارش ہو جائے تو دو گنا پھل لائے اور اگر زور کی بارش نہ بھی ہو تو ایک ہلکی سی پھوار ہی اس کے لئے کافی ہو جائے۔ اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو سب اللہ کی نظر میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص کھجور کے برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے (اور اللہ حلال ہی کو قبول کرتا ہے) تو اسے اللہ دست راست سے قبول فرماتا ہے پھر اس کے لئے پرورش کرتا ہے جیسے تم میں کا کوئی اپنے بچھڑے کی تربیت کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

زکوٰۃ میں بہتر مال دو

بطور زکوٰۃ دی ہوئی چیز کی واپسی کا یہ حال ہے تو ہوشیاری کا تقاضا ہے کہ زکوٰۃ میں بہتر مال دیا جائے کیونکہ جتنا اچھا بیج ہوگا پھل بھی اتنا ہی اچھا ہوگا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ (البقرۃ:۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے زمین سے تمہارے لئے نکالا ہے اس میں سے بہتر حصہ راہ خدا میں خرچ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی راہ میں دینے کے لئے خراب چیز چھانٹنے کی کوشش کرنے لگو حالانکہ وہی چیز اگر کوئی تمھیں دے تو تم ہرگز اسے لینا گوارا نہ کرو گے الا یہ کہ اس کو قبول کرنے میں تم اغماض برت جاؤ۔

صدقہ اور زکوٰۃ میں ردی مال وہی شخص دے گا جس کے دل کی گہرائیوں میں اللہ کی نوازشوں اور لطف و کرم کا احساس نہ ہوگا اور خرچ مولیٰ کی رضا جوئی کے لئے نہیں بلکہ کسی دوسری وجہ سے کر رہا ہوگا۔ بھلا جس کے سامنے خدا کی جلالت شان، اس کی بے نیازی اور بندوں کے ساتھ اس کی بخشش اور عنایت ہوگی وہ کیسے اس کے نام پر ردی مال پیش کرے گا۔ ایسا کرتے ہوئے اسے خدا کے حضور پیشی یاد آئے گی اور وہ لرز اٹھے گا کہ میں اس کے سامنے کس منہ سے جاؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰه طيب لا يقبل إلا طيبا. (مسلم)

ترجمہ: اے لوگو! اللہ پاک ہے اور وہ صرف پاک مال ہی کا صدقہ قبول کرتا ہے۔

اپنے کئے کو اکارت نہ کرو

شیطان اور شیطان کے ایجنٹوں کی برابر کوشش رہتی ہے کہ ایک مومن نیکیوں سے دور رہے چنانچہ بہت سے لوگ شیطان کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے ہیں اور نفس اور خواہشات کا شکار ہو کر بھلائی کے کاموں سے رک

جاتے ہیں لیکن جولوگ شیطانی طاقتوں کے مقابلہ میں سخت ثابت ہوتے ہیں اور رکاوٹوں کے باوجود نیکی کے کام کر گزرتے ہیں شیطان کی اب یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کا یہ عمل برباد ہوجائے۔

غور کرو! آدمی اچھے کام کرے اور وہ اکارت جائیں، بھلائیاں اختیار کرے اور بدلے میں کچھ نہ پائے، خدا کی راہ میں اپنی جان اور مال کھپائے لیکن خالی ہاتھ رہے یہ کتنی بڑی بدقسمتی اور محرومی ہے، اس محرومی سے بچنے کے لئے خدا اور رسول کی ان ہدایات کو یاد رکھو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (البقرۃ:۲۶۴)

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! اپنے صدقے احسان جتا کر اور دل آزاریاں کر کے ضائع نہ کر دیا کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے، اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن تین آدمی سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے ان میں سے ایک وہ ہے جو دنیا میں اس لیے صدقہ اور خیرات کرتا ہے کہ لوگ اسے بڑا داتا اور غریب پرور کہیں، ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ. (مشکوٰۃ)

ترجمہ: جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔

زکوٰۃ سے مصیبت دور ہوتی ہے

زکوٰۃ ادا کرنے سے اس دنیا کی بہت ساری بلاؤں سے بھی انسان محفوظ رہتا ہے۔ طبرانی اور بیہقی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا نازل ہونے پر دعا اور تضرع کے ساتھ استعانت کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس سے شر دور فرمایا''۔

زکوٰۃ نہ دینا خسارہ ہے

جو آدمی زکوٰۃ نہ دے وہ شیطان کے چکر میں آ گیا اور اس کے اللہ سے غافل ہونے میں کوئی کسر نہ رہ گئی دیکھو اللہ سے غافل ہونے والوں کے حق میں قرآن کیا کہتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (المنافقون:۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کریں گے وہی خسارہ میں ہیں۔

زکوۃ، نفع بخش تجارت

اس کے برخلاف قرآن زکوٰۃ کو ایک ایسی نفع بخش تجارت قرار دیتا ہے جو کبھی ماندنہ پڑے گی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ○ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ. (فاطر:۲۹،۳۰)

ترجمہ: جو لوگ خدا کی کتاب پڑھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور خدا کے دیئے ہوئے مال میں سے غریبوں کو دیتے ہیں، پوشیدہ طور پر اور علانیہ، وہ ایک ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو کبھی ماندنہ پڑے گی تاکہ اللہ تعالیٰ انھیں ان کا پورا بدلہ دے اور ان کے لئے اپنے فضل میں سے زیادہ کرے بلاشبہ وہ بخشنے والا اور بڑا قدردان ہے۔

مال کی ہلاکت

زکوٰۃ کا نہ دینا اس دنیا میں بھی زحمت اور مصیبت کا سبب ہے، حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا''۔ (طبرانی)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''خشکی وتری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے''۔ (طبرانی)

دردناک عذاب

جہاں زکوٰۃ کی ادائیگی پر بے انداز اور بے شمار انعامات قیامت کے دن ملیں گے وہیں زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا

جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ. (التوبۃ:۳۵)

ترجمہ: اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو جس دن کہ اسی سونے اور چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ (اور یہ کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ پس اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔

مومن کی علامت

اس دردناک عذاب سے بچنے کے لئے جن چیزوں کو شرط بتایا گیا ہے ان میں سے ایک زکوٰۃ بھی ہے۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ (التوبۃ:۱۱)

ترجمہ: پس اگر وہ اپنی روش سے باز آجائیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

مشرک کی علامت

زکوٰۃ دینا اگر مومن کی علامت ہے تو زکوٰۃ نہ دینا مشرک کی علامت اور پہچان بتائی گئی ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ (فصلت:۷)

ترجمہ: خرابی ہے ان مشرکین کے لئے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔

قیامت کا ایک منظر

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ○ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ○ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ○ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ○ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ○ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ○ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ○ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ○ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ○ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (الحاقۃ:۲۵ تا ۳۴)

ترجمہ: اور وہ شخص جس کے بائیں ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا۔ کہے گا کاش مجھے میرا نامۂ اعمال نہ دیا جاتا۔ کاش میں اپنے حساب کتاب سے ناواقف رہتا۔ کاش دنیا ہی میں سب فیصلہ ہو گیا ہوتا۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ میرا زور و اقتدار ختم ہو گیا۔ خدا فرمائے گا۔ پکڑو اسے اس کے گلے میں طوق پہناؤ،

پھر ڈھکیل دو اسے جہنم میں ۔ اور جکڑ دو اسے ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں، یہ خدائے بزرگ و برتر پر ایمان نہیں لایا تھا۔ اور مسکینوں کو کھلانے کی ترغیب نہیں دلاتا تھا۔

گلے کا طوق

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰـهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (آل عمران:۱۸۰)

ترجمہ: اور جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے، نہیں یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے، جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔

مال کا سانپ

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھیے اور کانپ جائیے:

''جس کسی کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا اور اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں دی تو اس کا وہ مال قیامت کے روز نہایت زہریلے سانپ کی شکل اختیار کرے گا جس کے سر پر دو کالے نقطے ہوں گے اور وہ سانپ اس کے گلے میں لپٹ جائے گا، پھر یہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا، میں تیرا مال ہوں، میں تیرا جمع کیا ہوا خزانہ ہوں''۔ (بخاری)

آگ کا کنگن

حضرت عمرو بن شعیبؓ سے مروی ہے کہ ایک خاتون اپنی ایک لڑکی کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس لڑکی کے ہاتھوں میں سونے کے موٹے اور بھاری کنگن تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تم ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا کہ میں ان کی زکوٰۃ تو نہیں دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تو کیا تمہارے لئے یہ بات خوشی کی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کنگنوں کی (زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے) قیامت کے دن آگ کے کنگن پہنائے۔ اللہ کی اس بندی نے وہ دونوں کنگن ہاتھوں سے اتار کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ڈال دیئے اور عرض کیا کہ اب یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی)

مصارف زکوٰۃ

ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ پانے کی درخواست کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے شخص! اللہ تعالیٰ نے مال زکوٰۃ کی تقسیم میں کسی انسان کو بلکہ پیغمبر تک کو کوئی اختیار نہیں دیا ہے بلکہ اس کی تقسیم خود اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اور اس کے آٹھ مصرف بیان کر دیئے ہیں اگر تم ان آٹھ میں ہو تو میں تم کو دے سکتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی اس آیت میں تمام مصارف بتا دیئے ہیں:

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ

صدقات ''یعنی مال زکوٰۃ'' صرف۔

① لِلْفُقَرَآءِ فقیروں کے لئے

② وَالْمَسٰكِيْنِ اور مسکینوں کے لئے

③ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا اور ان کارندوں کے لئے جو ''محکمہ زکوٰۃ'' میں کام کرتے ہیں۔

④ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ اور ان کے لئے جن کے دلوں کو موہنا مقصود ہو

⑤ وَفِي الرِّقَابِ اور گردنیں چھڑانے کے لئے

⑥ وَالْغٰرِمِيْنَ اور قرضداروں کے لئے

⑦ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور اللہ کے راستہ میں استعمال کرنے کے لئے

⑧ وَابْنِ السَّبِيْلِ اور مسافروں کے لئے

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

یہ اللہ کی جانب سے فرض ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ (التوبۃ: ۶۰)

اب ہم نمبر وار ہر ایک مد سے متعلق تھوڑی سی تشریح کرتے ہیں:

① فقیر ایسے شخص کو کہتے ہیں جو صاحب نصاب نہ ہو یعنی جس کے پاس مال تو ہو لیکن اتنا نہ ہو کہ زکوٰۃ کا نصاب پورا ہو سکے یا نصاب کے برابر ہے مگر وہ سب مال حقیقی ضروریات مثلاً مکان، کپڑے وغیرہ میں پھنسا ہوا ہے یا اس پر اتنا قرض ہو کہ قرض ادا کرنے کے بعد نصاب پورا نہ ہوتا ہو تو ایسا شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے مگر اس کے لئے خود سوال کرنا بغیر شدید ضرورت کے جائز نہیں۔

② مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لئے دوسروں کا محتاج ہو، ایسے شخص کے لئے سوال کرنا جائز ہے۔

③ عامل سے مراد وہ تمام کارکن ہیں جو محکمہ زکوٰۃ میں کام کرتے ہیں خواہ وہ کارکن مالدار ہوں یا فقیر اور مسکین۔

④ دل موہنے کا مطلب یہ ہے کہ نئے نئے مسلمانوں کو اسلام پر قائم رکھنے کے لئے یا کفار کو ان کی دشمنی اور عناد کو ختم کرنے کے لئے مدز کوٰۃ سے دیا جائے تو جائز ہے لیکن اب اسلام کو غلبہ و اقتدار حاصل ہو جانے کے باعث حنفیہ کے نزدیک اس سلسلہ میں زکوٰۃ کا مال نہیں خرچ کیا جا سکتا، بعض فقہاء کے نزدیک یہ مدّ اَب بھی باقی ہے اگر اس کی ضرورت ہو۔

⑤ گردن چھڑانے کا مطلب یہ ہے کہ مدز کوٰۃ کی رقم سے کسی غلام کے آزاد کرانے کا بندوبست کیا جائے۔ جیل خانوں میں زرضمانت وغیرہ نہ جمع کر سکنے کی بنا پر جو قیدی پڑے ہوتے ہیں ان کی رہائی کی کوششوں میں بھی زکوٰۃ لگائی جا سکتی ہے ایک قیدی کی رہائی سے پورے کنبہ کو راحت ملے گی۔

⑥ کوئی مسلمان مقروض ہے اگر وہ سید نہیں ہے تو اس کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے، البتہ اگر اس کے پاس اتنا مال ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد بھی نصاب کے برابر اس کے پاس بچ رہے تو ایسے مقروض کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

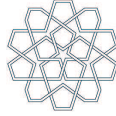
⑦ فی سبیل اللہ۔ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً کسی مجاہد کے لیے آلات حرب، سواری اور زادراہ مہیا کیا جائے کسی کو حج کرنے کے لئے دیا جائے۔ ہاں حج کے لئے کسی سے دست سوال پھیلانا صحیح نہیں ہے۔ کسی ایسے طالب علم کو دیا جائے جو تعلیم کے لئے بالکل وقف ہے، اس کے علاوہ ہر نیک کام میں زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا فی سبیل اللہ ہوگا۔ بس حنفیہ کے ہاں شرط یہ ہے کہ تملیک کرا دی جائے۔ اسی لئے مسجد، میت کے کفن، پل، سرائے، نہر اور کنواں وغیرہ اگر زکوٰۃ کے مال سے بنوا دیا جائے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

⑧ مسافر کو جس کے پاس مال نہ رہا ہو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے چاہے اس کے گھر پر مال موجود ہو۔

زکوٰۃ کی یہ آٹھ مدیں جو بتائی گئی ہیں ان کے سلسلہ میں ضروری نہیں ہے کہ تمام ہی مدوں میں زکوٰۃ ضرور صرف کی جائے بلکہ جس وقت جیسی ضرورت اور حالت ہو اس کے مطابق خرچ کرنا چاہئے۔ چوتھی مد کے علاوہ بقیہ سب مدوں میں صرف مسلمانوں پر ہی زکوٰۃ صرف کی جا سکتی ہے۔ غیر مسلمین کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ غیر مسلم کی مدد کرنی ہو اور ضرورت پر ضرور کرنی چاہئے تو نفل صدقوں سے کرنی چاہئے۔



چند ضروری مسائل



سونے اور چاندی کا نصاب

سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے (۸۷ بھر) اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے (۵۲ بھر) کی مقدار ہے، جب اتنی مقدار میں سونا یا چاندی کسی عاقل و بالغ مسلمان مرد یا عورت کے پاس ہو اور وہ ایک سال تک موجود رہے تو اس کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ سونا اور چاندی دے کر بھی ادا کی جا سکتی ہے اور جو مقدار واجب ہوتی ہے اس کی قیمت دے کر بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

روپئے کی زکوٰۃ

سونا اور چاندی کے علاوہ دوسرے سکوں کی زکوٰۃ اس مقدار میں فرض ہوگی جتنے مقدار کے ذریعہ ساڑھے باون تولے چاندی خریدی جا سکے۔ اور ہر سو روپئے میں ڈھائی روپئے زکوٰۃ دینی ہوگی۔

مال تجارت کی زکوٰۃ

ہر قسم کے مال تجارت پر شریعت نے زکوٰۃ واجب کی ہے خواہ کسی قسم کا مال ہو، سونا، چاندی، موتی، جواہرات، تیل، نمک اور کتابیں ہوں یا اور کوئی چیز ہو۔ مال تجارت کا نصاب وہی ہے جو چاندی اور سونے کا نصاب ہے، یعنی اگر کسی کے پاس اتنا مال تجارت ہے جس کی قیمت چاندی کے ایک نصاب کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ سال گزرنے کے بعد موجودہ مال کا حساب کرے، اگر نصاب پورا ہو جائے تو ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرے۔ اگر مال تجارت نصاب سے کم ہو مگر خزانے میں نقد روپئے یا زیورات وغیرہ بھی موجود ہوں تو دونوں کو ملا کر حساب کرنا چاہئے واضح رہنا چاہئے کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ مال مالک کے پاس ہی موجود ہو

بلکہ کسی وجہ سے کسی غیر کے قبضہ میں ہوتو بھی زکوٰۃ واجب ہوگی بشرطیکہ مالک تصرف کرنے کا مجاز ہو، اسی اصول کے تحت بینک میں جمع شدہ رقم کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

غلہ کا نصاب

مسلمانوں کے پاس جو زمینیں ہیں ان کی پیداوار میں عشر یا نصف عشر اللہ کی راہ میں دینا واجب ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کھیت یا باغ کو سینچنا نہ پڑے بلکہ فقط بارش کے پانی سے پیداوار ہوگئی یا ندی یا دریا کے کنارے ترائی میں کوئی چیز بوئی اور بغیر سینچے پیدا ہوگئی تو ایسے کھیت میں جتنا پیدا ہوا ہے، اس کا دسواں حصہ اللہ کی راہ میں دینا ہوگا اور جس پیداوار کے لئے قیمت دے کر سینچائی کرنی پڑتی ہے اس میں بیسواں حصہ دینا ہوگا۔

زکوٰۃ کے مقاصد

مصارف زکوٰۃ پر اور ان کے علاوہ اس سلسلہ میں خدا اور رسول کی دوسری ہدایات پر غور کرنے سے زکوٰۃ کے تین مقاصد کھل کر سامنے آتے ہیں:

① زکوٰۃ دینے والے کا دل دنیا کی حرص اور طمع سے پاک ہو جائے اور پاک ہو کر نیکی اور تقویٰ کے کاموں کے لئے تیار ہو جائے چنانچہ زکوٰۃ کو زکوٰۃ اس لئے ہی کہا جاتا ہے کہ ایک مسلمان اپنی کمائی کا ایک حصہ ضرورت مندوں کو محض رضائے الٰہی کی خاطر دے کر اپنے قلب میں نیکی اور تقویٰ کی تخم ریزی کرتا ہے۔

② زکوٰۃ سے ملت کے نادار افراد کی مدد مقصود ہے تاکہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں اور اپنے فرائض پورا کرنے کے قابل بن جائیں۔

③ تیسرا مقصد دین کی حفاظت اور نصرت ہے چنانچہ اس کے لئے ایک خاص مد رکھی گئی ہے اور اسی لئے قرآن میں صاف صاف بتایا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کے معنی اپنے آپ کو ہلاکت اور بربادی کے حوالے کرنا ہے۔

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ (البقرۃ:۱۹۲)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

زکوٰۃ کے یہ مقاصد مختصراً ہم نے اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ زکوٰۃ دینے والے لوگ زکوٰۃ ادا کرتے ہوئے یہ ذہن میں رکھیں کہ ہمارے پیسے سے شریعت کا اصل مقصد حاصل ہوگا یا نہیں؟ اس لئے اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ ہم زکوٰۃ کہاں دے رہے ہیں اور کس کو دے رہے ہیں۔

ایک قابل توجہ بات

آپ دیکھتے ہیں دین کے فرائض کی ادائیگی میں تنظیم اور اجتماعیت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، نماز الگ الگ پڑھنے کے مقابلہ میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کا ثواب ستائیس گنا زیادہ ہے، روزہ ایک ساتھ ایک مہینہ میں سب پر فرض کیا گیا ہے۔ فریضہ حج چند مخصوص دنوں میں سب لوگ ایک ساتھ ادا کرتے ہیں، بالکل اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کا معاملہ اصل میں ایک اجتماعی معاملہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کیجئے۔

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً (التوبۃ:۱۰۳)

ترجمہ: ان کے مالوں سے صدقہ لو۔

حضور ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے زکوٰۃ کی وصولی کا نظم اجتماعی رکھا۔ اور حکومت کی طرف سے زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی اور حکومت ہی کی طرف سے ٹھیک ٹھیک طور پر خرچ کی جاتی تھی۔ حتی کہ عباسی خلفاء کے زمانہ تک یہی نظم قائم رہا۔ لیکن ساتویں صدی ہجری میں جب تاتاریوں نے نظام خلافت درہم برہم کر دیا تو سوال پیدا ہوا کہ اب کیا کرنا چاہئے، کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہی تھی کہ زکوٰۃ غیر مسلم حاکموں کو نہیں دی جاسکتی۔ اس موقع پر کچھ لوگوں نے زکوٰۃ کی رقم اپنے طور پر خرچ کر ڈالنے کو بھی جائز کر دیا لیکن فقہاء نے اس بات پر زور دیا کہ جہاں ایسی صورت پیدا ہو جائے وہاں مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ کسی اہل مسلمان کو اپنا امیر مقرر کر لیں اور زکوٰۃ کا نظم ٹوٹنے نہ دیں۔ لیکن افسوس ہے کہ بعد کو آہستہ آہستہ مسلمان اس نظام کی اہمیت سے غافل ہوتے چلے گئے۔ اور اب تو یہ حالت ہوگئی ہے کہ لوگوں کو یہ خیال بھی نہیں آتا کہ زکوٰۃ کا معاملہ محض ایک نجی اور انفرادی معاملہ ہی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ایک اجتماعی نظم بھی ضروری ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ اگر اعلیٰ پیمانہ پر اس کا نظم ممکن نہیں ہے تو جس قدر بھی اس کام میں نظم اور اجتماعیت پیدا ہو سکے اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے اور مزید کے لئے فکر مند اور کوشاں رہنے کی ضرورت ہے اور خدا سے دعا کرنی چاہئے کہ خلفائے راشدین کے دور والا نظم واجتماعیت پھر پیدا فرمادے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

أُمِرْتُ أَن اخذَ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِكُمْ وَأَرُدَّهَا فِي فقراءكم. (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ''یعنی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے مال داروں سے زکوٰۃ وصول کروں اور تمہارے فقراء میں تقسیم کر دوں''۔

اسی طریقے پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کا عمل بھی تھا۔ تمام زکوٰۃ حکومت اسلامی کے کارکن جمع کرتے تھے اور مرکز کی طرف سے اس کو تقسیم کیا جاتا تھا۔ آج اگر اسلامی حکومت نہیں ہے اور زکوٰۃ جمع کر کے باضابطہ تقسیم کرنے کا انتظام بھی نہیں ہے تو آپ علیحدہ علیحدہ اپنی زکوٰۃ نکال کر شرعی مصارف میں خرچ کر سکتے ہیں، مگر تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ زکوٰۃ جمع کرنے اور تقسیم کرنے کے لیے ایک اجتماعی نظام بنانے کی فکر کریں کیوں کہ اس کے بغیر زکوٰۃ کی فرضیت کے فوائد ادھورے رہ جاتے ہیں۔

زکوٰۃ آپ دے چکے!

زکوٰۃ دینے کے بعد یہ سمجھنا کہ اب ہم تمام خیر خیرات کرنے سے چھوٹ گئے صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمان پر اس کے نفس کا حق ہے، اس کے والدین کا حق ہے، رشتہ داروں کا حق ہے، بیوی بچوں کا حق ہے۔ پڑوسی کا حق ہے۔ دوسرے تمام انسانوں کا حق ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ اپنی وسعت اور مقدور کے مطابق وہ ان تمام حقوق کو ادا کرے، ان حقوق کے ادا کرنے پر ہی دنیا اور آخرت میں وہ سعادتیں مل سکتی ہیں جن کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے یہ تمام ذمہ داریاں ادا نہیں ہو سکتیں اگر کوئی شخص اپنی جیب سے صرف زکوٰۃ کی مقررہ مقدار نکال دینے کو ہی کافی سمجھ لے، اس کے لئے ضروری ہے کہ ایسے تمام موقعوں پر صرف کرنے کے لئے اس کا دل بھی کھلا ہوا ہو اور اس کی جیب بھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے عام صدقات پر بھی بہت زور دیا ہے۔ یعنی دینی تقاضے جہاں اور جس وقت مال خرچ کرنے کے ہوں، آدمی حسب استطاعت خرچ کرنے سے دریغ نہ کرے۔ یہی وہ اسپرٹ اور جذبہ ہے جو فریضۂ زکوٰۃ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم اور آپ تمام ہی مسلمانوں کو اس جذبہ سے مالا مال فرمائے۔ آمین!

